چاہیے تھا کہ شاہ صاحب کے ذہن نے کس امتیازی شان سے اسلام کو نظامِ حیات کی حیثیت میں پیش کیا۔ دکھانا یہ چاہیے تھا کہ شاہ صاحب نے مسلمانوں کے فرقوں اور مدارسِ فقہ کی کشاکش سے مابند ہو کر کس وسعت نظر کے ساتھ اسلامی افکار، عقائد اور قوانین کا جائزہ لیا اور کیسے مؤثر انداز سے ہمہ گیر بنیادی سرچشموں کو ایک مشترک متاع کی حیثیت سے ملت کے سامنے رکھا۔ دکھانا یہ چاہیے تھا کہ اپنے دور کے فتنوں کے جھاڑ جھنکار کو صاف کرنے کے لیے شاہ صاحب نے کس طرح اپنے ہاتھ اور پاؤں لہولہان کر کے یادگاری کارنامے انجام دیئے ہیں۔ پھر دکھانا یہ چاہیے تھا کہ شاہ صاحب نے کس طرح معاشرے کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر ایک فکری حرکت پیدا کرنے کی کوشش فرمائی۔ مگر جناب مؤلف نے شاہ صاحب کی تاریخی و انقلابی حیثیت کا تجزیہ کرنے کے بجائے آپ کا مطالعہ مجرد ایک صاحبِ علم اور ایک صاحبِ دل بزرگ کی حیثیت سے کیا ہے۔ شاہ صاحب اپنے دور کے وقتی و سیاسی ماحول سے ٹکرانے والی طاقت کی حیثیت سے سامنے نہیں آتے۔ بلکہ ایک الگ تھلگ اونچے مقامِ انفرادیت پر دکھائی دیتے ہیں۔

بہر حال یہ کتاب ہماری نگاہ میں ہر لحاظ سے مفید ہے اور اس کے ناشر کو ہم ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اوسط درجے کی اچھی کتابت و طباعت کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ علاوہ مکتبۂ سلفیہ کے مکتبۃ السلام کشمیری بازار لاہور سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔

تبیانات | از: علامہ عبداللہ بن علی النجدی۔ مترجم: مولانا محمد نصرت اللہ بالیر کوٹلوی۔ شائع کردہ: ادارۂ اشاعت السنۃ، لاہور۔ قیمت مجلد مع گرد پوش ۴ روپے۔

صحاحِ ستہ کی بعض مشہور احادیث جن پر دورِ سلف یا زمانۂ حال میں بالعموم اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں اور ان اعتراضات کی بنا پر بسا اوقات ان کی صحت سے انکار کیا جاتا ہے، جناب مؤلف نے ان کی تاویل پیش کی ہے۔ اکثر مقامات پر مؤلف کی کوشش بہت ہی کامیاب ہے، کچھ مواقع ایسے بھی ہیں جہاں تاویل کی اور زیادہ بہتر صورتیں بھی اختیار کی جا سکتی ہیں مگر مؤلف کی ادھر توجہ نہیں گئی۔ بعض جگہ تاویل کا انداز بات بنانے کا سا ہے جو کم از کم ان حملوں کا توڑ کرنے کے لیے کافی نہیں جو آج حدیث کے خلاف جاری ہیں۔ اس کی ایک بہت ہی نمایاں مثال حضرت ابراہیم کے بارے میں تین جھوٹ بولنے والی روایت کے سلسلے میں ملے گی۔ لیکن ہم ان مقامات